غلام احمد فرقت کاکوروی

(1910 - 1973)

فرقت کاکوروی کا تعلق ایک علمی گھرانے سے تھا۔ بچپن میں ہی باپ کے سایے سے محروم ہو جانے کی وجہ سے ابتدائی عمر معاشی تنگی میں بسر ہوئی مگر تعلیم حاصل کرنے کا سلسلہ جاری رہا۔ لکھنؤ اور علی گڑھ کی دانش گاہوں سے ایم اے، بی ایڈ کی ڈگریاں حاصل کیں۔ تاریخ کے استاد کے طور پر اینگلو عربک اسکول، دہلی میں تقریباً تیس سال تک درس و تدریس کے پیشے سے وابستہ رہے۔

طنز و مزاح ان کا خاص میدان تھا۔ وہ نثر و نظم دونوں میں یکساں قدرت رکھتے تھے۔ ان کا طرز تحریر دل چسپ اور عام فہم ہے۔ ان کا شمار اردو کے مقبول ادیبوں میں ہوتا ہے۔

''کفِ گُل فروشاں''، ''قد مچے''، ''ناروا'' ان کے نثری اور شعری مجموعے ہیں۔

کہاوتوں کی کہانی

ہم روز مرّہ اپنی آپس کی بول چال میں ایسی کہاوتیں اور محاورے بولتے ہیں جن کا مطلب تو سمجھ لیتے ہیں مگر ہم کو یہ نہیں معلوم ہوتا کہ یہ کہاوتیں اور محاورے کس طرح ہماری زبان میں آئے اور انھیں ہم کب سے بولتے چلے آرہے ہیں۔ تم کو یہ سن کر حیرت ہوگی کہ ان محاوروں اور کہاوتوں میں بعض ایسے ہیں جن کے پیچھے بڑے دل چسپ لطیفے اور قصّے چھپے ہوئے ہیں۔

ہم اپنی روز مرّہ کی گفتگو میں ’’وہی مرغے کی ایک ٹانگ‘‘ بولتے ہیں۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ آدمی بس اپنی ہی بات پر اَڑا رہے، چاہے حقیقت اس کے خلاف ہو۔ اس مقولے کے پیچھے جو قصّہ چھُپا ہے، وہ بڑا دل چسپ ہے۔

ایک انگریز کے یہاں ایک خانساماں نے ایک مسلّم مرغ پکا کر اس کی ایک ٹانگ خود کھالی اور ایک اپنے صاحب کے سامنے کھانے کی میز پر رکھ دی۔ صاحب نے ایک ٹانگ دیکھ کر کہا:

''ول خانساماں! اس مرغ کی ایک ٹانگ کہاں ہے۔؟''

''حضور! اس مرغے کی ایک ہی ٹانگ تھی۔'' خانساماں نے جواب دیا۔''

اس پر صاحب کو ہنسی تو آئی مگر وہ خاموش ہوکر برآمدے میں ٹہلنے لگا۔ برآمدے کے سامنے کچھ مرغ اور مرغیاں دانا چگ رہی تھیں۔ ان میں ایک مرغ اپنا ایک پاؤں سمیٹے دوسرے پاؤں سے کھڑا تھا۔ خانساماں کو اچھا موقع ملا۔ اس نے کہا۔'' دیکھیے صاحب یہ مرغ بھی ایک ہی ٹانگ کا ہے۔''

یہ سُن کر صاحب، مرغ کے پاس گئے اور انھوں نے ''ہُش ہُش'' کیا۔ مرغ نے دوسری ٹانگ بھی نکال دی۔ خانساماں نے یہ دیکھ کر کہا۔'' حضور! کھانا کھاتے وقت سرکار سے بڑی چوک ہوگئی۔ اگر آپ اس پکے ہوئے مرغ کے سامنے '' ہش ہش'' کرتے تو وہ بھی اپنی دوسری ٹانگ نکال لیتا۔''

اُس وقت سے یہ فقرہ ضرب المثل بن گیا۔

اسی طرح ایک دوسری مثل ہے'' اونٹ کس کل بیٹھتا ہے۔'' اس کا مطلب یہ ہے کہ دیکھیے کیا ظہور میں آتا ہے اور کیا انجام ہوتا ہے۔ اس سے متعلق یہ مشہور ہے کہ ایک کمھار اور ایک سبزی فروش نے مل کر ایک اونٹ کرائے پر لیا اور اس کے ایک ایک طرف اپنا سامان لاد دیا۔ راستے میں سبزی بیچنے والے کی ترکاری کو اونٹ گردن موڑ کر کھانے لگا۔ یہ دیکھ کر کمھار مسکراتا رہا۔ جب اونٹ منزل پر پہنچا تو جدھر کمھار کے برتنوں کا بوجھ تھا، اونٹ اسی کروٹ بیٹھا جس سے بہت سے برتن ٹوٹ پھوٹ گئے۔ اُس وقت سبزی بیچنے والے نے کمھار سے ہنس کر کہا۔

''کیوں گھبراتے ہو، دیکھو اب آئندہ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے؟''

ہم اکثر کہتے ہیں ''حضور آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔'' یہ فقرہ

اس وقت بولتے ہیں جب بہت زیادہ انکساری ظاہر کرنی ہوتی ہے۔ اب اس مقولے سے متعلق جو لطیفہ ہے اسے سن لیجیے۔ ایک مرتبہ ایک مسخرے کو دل لگی سوجھی۔ جھٹ پٹ اس نے چند دوستوں کی دعوت کردی۔ جب وہ لوگ آکر بیٹھ گئے تو اس نے سب کے جوتے لے کر ایک شخص کے حوالے کیے۔ اسے پہلے ہی سے مقرّر کر رکھا تھا۔ وہ شخص سارے جوتے کباڑی بازار میں جاکر بیچ آیا۔ یہ رقم دعوت کے کھانے کی تیاری میں کام آئی۔ جب دسترخوان پر کھانا چُنا گیا تو سب مہمانوں نے مسخرے سے کہا۔ ''آپ نے اتنی تکلیف کیوں کی؟'' مسخرے نے نہایت عاجزی سے کہا۔ ''یہ سب آپ ہی کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔''

کھانا کھانے کے بعد جب سب لوگ جوتے پہننے کے لیے اٹھے تو جوتے غائب تھے۔ اس پر مسخرے نے کہا۔ ''حضور! وہ تو میں آپ سے پہلے ہی عرض کر چکا ہوں کہ یہ سب آپ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔''

ایک اور کہاوت ہے ''اونٹ کے گلے میں بلّی''۔ یہ مقولہ اس وقت بولا جاتا ہے جب انسان کسی مشکل میں پڑ جاتا ہے اور اس سے نکلنے کی فکر کرتا ہے۔ چناں چہ مشہور ہے کہ ایک شخص کا اونٹ کھو گیا۔ جب باوجود انتہائی تلاش کے اونٹ نہ ملا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر اونٹ مل جائے گا تو اسے ٹکے کا بیچ دے گا۔ اتفاق سے وہ اونٹ مل گیا۔ اس وقت یہ شخص گھبرا گیا کہ اب تو بہ ہر حال اونٹ کو ایک ٹکے میں بیچنا پڑے گا۔ یہ دیکھ کر ایک آدمی نے اس کو یہ صلاح دی۔ ''تم اس کے گلے میں ایک بلّی باندھ دو اور اس طرح آواز لگاؤ کہ ایک ٹکے کا اونٹ ہے اور سو روپے کی بلّی، لیکن یہ دونوں ایک ساتھ بکیں گے۔'' اس شخص نے ایسا ہی کیا جس کے بعد اس کو مصیبت سے نجات مل گئی۔

(غلام احمد فرقتؔ)

مشق

معنی یاد کیجیے:

روزمرّہ	:	بول چال کی زبان
بعض	:	چند
خانساماں	:	کھانا کھلانے والا، ملازم، باورچی
مرغ مسلّم	:	پورا پکا ہوا مرغ
ظہور	:	ظاہر ہونا، سامنے آنا
کمھار	:	مٹّی کے برتن بنانے والا
سبزی فروش	:	سبزی بیچنے والا
فقرہ	:	عبارت کا ٹکڑا، جملہ
ضرب المثل	:	کہاوت
انکساری	:	غرور نہ کرنا، عاجزی
مقولہ	:	قول، بات، کہاوت
مسخرا	:	ہنسانے والا
عاجزی	:	گڑگڑا کر، نرم لہجے میں
صدقہ	:	خیرات، وہ چیز جو خُدا کے نام پر دی جائے
اتّفاق سے	:	اچانک، ایکا ایکی
صلاح	:	مشورہ، رائے
نجات	:	چھٹکارا

غور کیجیے:

☆ کہاوتیں زبان کا سرمایہ ہیں۔ روزمرہ زندگی میں ان کا استعمال گفتگو کو دل چسپ بنا دیتا ہے۔

☆ کہاوتیں اپنے آپ بنتی ہیں اور کہاوت کا پورا فقرہ جوں کا توں استعمال ہوتا ہے۔

سوچیے اور بتائیے:

1۔ مقولہ 'وہی مُرغے کی ایک ٹانگ' کا کیا مطلب ہے؟

2۔ مرغ کی دوسری ٹانگ نکلنے پر خانساماں نے صاحب سے کیا کہا؟

3۔ اونٹ کس کل بیٹھتا ہے کا قصّہ کیا ہے؟

4۔ حضور'' آپ کی جوتیوں کا صدقہ ہے۔'' اس مقولے سے متعلق کیا لطیفہ مشہور ہے؟

5۔ 'اونٹ کے گلے میں بلّی' اس مقولے کا استعمال کب کیا جاتا ہے؟

نیچے لکھے ہوئے لفظوں کو جملوں میں استعمال کیجیے:

حیرت　　حقیقت　　چوکنا　　سبزی فروش　　دعوت

خالی جگہوں کو صحیح لفظوں سے بھریے:

یہ سن کر صاحب................ کے پاس گئے اور انھوں نے ....کیا۔ مرغ نے دوسری .... بھی نکال دی۔................ نے یہ دیکھ کر ....حضور! کھانا کھاتے وقت................ سے بڑی ....ہوگئی۔ اگر آپ اس پکے ہوئے مرغ کے................ ہش ہش کرتے تو وہ بھی اپنی ....ٹانگ نکال لیتا۔

● نیچے لکھے ہوئے لفظوں کے واحد بنائیے:

محاورات	مشکلات	امثال	مواقع	اصحاب
تکالیف	لطائف	مطالب	اتفاقات	اوقات

● عملی کام:

☆ اس سبق میں جو کہاوتیں استعمال کی گئی ہیں ان کے علاوہ پانچ کہاوتیں ڈھونڈ کر لکھیے۔